کا ماخذ زیادہ تر اصطخری اور خرداد اور جیہانی کی تصنیفات ہیں۔ ابن بطوطہ بھی ایک بہت بڑا مسلمان جغرافی گذرا ہے جس نے اپنے اسفار ۱۳۲۵ء سے شروع کئے تنجہ سے روانہ ہوا اور شمالی افریقہ مصر فلسطین۔ عراق عجم شمالی عربستان قسطنطنیہ وغیرہ سے ہوتا ہوا بخارا خراسان اور قندھار کے راستہ سے ہندوستان آیا، دہلی میں جو اس وقت اسلامی حکومت کا پایہ تخت تھا آیا وہاں سے لنکا۔ سماٹرا اور جاوا ہوتا ہوا اس شہر میں پہنچا جو پکن کے نام سے مشہور تھا پھر بحری راستہ سے اپنے وطن واپس آیا اس کی پہلی سیاحت چوبیس سال میں ختم ہوئی اپنے وطن میں آنے کے بعد اندلس کا سفر کیا اور افریقہ کے اندرونی حصہ میں ٹمبکٹو تک چلا گیا ۱۳۵۴ء میں کل ربع مسکوں کا سفر کرنے کے بعد فاس میں وفات پائی اصطخری کا جغرافیہ جو نویں صدی عیسوی میں شائع ہوا اس میں دریاؤں شہروں پہاڑوں اور صوبجات وغیرہ کے نام درج ہیں سب سے مشہور مسلمان جغرافی ادریسی ہے اس کی تصنیفات جغرافیہ کا علم یورپ کے ازمنہ متوسطہ[عہ] میں پھیلا اس نے ۱۱۵۴ء میں ایک کتاب جغرافیہ میں لکھی ہے اس کتاب میں نہ صرف متقدمین کی تحقیقات درج کی ہیں بلکہ خود سیاحوں کی زبانی بہت سے واقعات لکھے ہیں اس جغرافیہ میں متعدد نقشے بھی تھے۔ اور تین صدیوں سے زیادہ تک یورپ نے محض اس کتاب کی تقلید پر قناعت کی شیخ زکریا بن محمد القزوینی نے ایک جغرافیہ کی کتاب لکھی ہے جس کا نام آثار البلاد و اخبار العباد ہے ابوعبداللہ یاقوت ازلی نے بھی جغرافیہ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام المشترک فی البلدان ہے الغرض مسلمان جغرافین کی تعداد بہت ہے جس کو حیطۂ تحریر میں لانا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ابوالفدا نے ساٹھ جغرافین کے نام لکھے ہیں جو اس کے زمانہ سے قبل تھے مسلمانوں نے بہت بڑی بڑی تصنیفات جغرافیہ کی چھوڑی ہیں جن میں سے بعض ایک مدت تک یورپ میں پڑھائی گئی ہیں فقط۔

(باقی آئندہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق

(از مولوی محمد داؤد صاحب مالدہی متعلم)

ایک ایسے ملک میں جہاں کوئی حکومت اور قانون نہ ہو جہاں خونریزی اور قتل معمولی بات ہو جہاں کے باشندے وحشت اور غارتگری میں درندوں کے مشابہ جہالت اور لایعقلی میں حیوانوں سے بدتر ہوں ایک ایسے دعوے کا پیش کرنا جو تمام ملک کے نزدیک عجیب اور جملہ قبائل میں مخالفت کی فوری آگ لگا دینے والا ہو کچھ آسان نہ تھا پھر اس دعوی کا ایسی حالت میں سرسبز ہونا کہ کروڑوں اشخاص کی انتہائی مخالفت اس کے ملیامیٹ کرنے پر دل وجان سے زر و مال سے سالہا سال متفق رہی ہو بالکل تائید ربانی کا ثبوت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و محاسن و صفات و محامد کی چمک ایسی نمایاں ہے جیسی ریت میں کندن واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مظلومی و بیچارگی اور قوت و

عہ۔ سنہ ۱۲۵۶ء سے ۱۴۹۲ء تک کے زمانے کو کہا جاتا ہے۔

سطوت کی متضاد حالتوں میں یکساں سادگی و غربت کے ساتھ زندگی پوری کرنے والا صرف وہی ہو سکتا ہے جس کے دل پر ناموس الٰہی نے قبضہ کر لیا ہو اور اُسے علائق دنیوی سے پاک کر دیا ہو یہ تمام چیزیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھیں میں مختصر طور پر آپ کے اخلاق حمیدہ بتا دینا چاہتا ہوں، اخلاق محمدی ایک ایسا لفظ ہے کہ اب بہترین بزرگوں کے عادات و اخلاق اطوار و شمائل کے اظہار کیلئے مشبہ بن گیا آپ کے اخلاق ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (ترجمہ) تمہارے لئے رسول اللہ کا بہترین نمونہ موجود ہے سیدنا رسول اللہ اُمّی تھے لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور بعثت نبوت کے زمانہ تک کسی عالم کی صحبت بھی میسر ہوئی تھی تیراندازی شہسواری نیزہ بازی سجع گوئی وغیرہ اس زمانے کے ایسے فنون تھے جنھیں شریف خاندان کا ہر ایک نوجوان حصول شہرت اور عزت کے لئے ضرور سیکھ لیا کرتا تھا اور جن کے بغیر کوئی شخص ملک اور قوم میں عزت یا کوئی امتیاز حاصل نہ کر سکتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن فنون میں سے کسی کو بھی اکتساباً حاصل نہ کیا تھا اور نہ کسی پر اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تھا بلکہ بالکل من جانب اللہ عطا ہوا تھا۔ آپ کے متعلق

فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتا ہے۔ آنحضرت خندہ رو اور اکثر خاموش رہنے والے بکثرت ذکر خدا کرنے والے لغویات سے دور اور بیہودہ پن سے نفور اور بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے انصاف کرنے میں قریب اور بعید آپ کے نزدیک برابر ہوتا تھا مساکین سے محبت کرتے تھے غربا میں رہ کر خوش ہوتے تھے کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے تھے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کے سبب سے بڑا نہ جانتے تھے اپنے پاس بیٹھنے والے کی تالیف قلوب فرمایا کرتے تھے جاہلوں کی حرکت پر صبر فرمایا کرتے تھے دشمن اور مخالف سے بھی بکشادہ پیشانی ملا کرتے تھے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ لکھتے ہیں :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مویشی کو خود چارہ ڈال دیتے اونٹ کو خود باندھتے گھر میں صفائی کر لیتے بکری دوھ لیتے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے خادم کو اس کے کام پر مدد کرتے بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے اور خود اُسے اٹھا لیتے ہر ادنیٰ و اعلیٰ خورد و بزرگ کو سلام پہلے کر دیا کرتے جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلا کرتے غلام و آقا و حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے کیسا ہی غریب شخص دعوت کیلئے کہتا قبول فرماتے جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اُسے برغبت کھاتے رات کے کھانے میں سے صبح کیلئے اور صبح کے کھانے سے رات کیلئے اٹھا نہ رکھتے نیک خو کریم الطبع کشادہ رو تھے مگر ہنستے نہ تھے اندوہگین تھے مگر ترش رو نہ تھے متواضع جس میں دنائت نہ تھی۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں :۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ صُحْبَةً عَشِقَهُ) یعنی جو۔۔۔۔ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بارگی آجاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور اور جو کوئی آپ کے پاس آکر بیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔ حضور کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضورؐ کی دس سال تک خدمت کی اس عرصہ میں

آپ نے مجھکو کبھی اف تک نہ کہا زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی گالی نہیں آتی تھی نہ کسی پر لعنت کیا کرتے دوسروں کی اذیت و آزار پر نہایت صبر کیا کرتے خلق خدا پر نہایت رحمت فرماتے ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شر نہ پہنچایا کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ آنحضرتؐ مطیع کو بشارت پہنچاتے عاصی کو ڈر سناتے بیخبروں کی پناہ تھے۔ نہ درشت خو نہ سخت گو نہ چیخ کر نہ بولتے بدی کا بدلہ بدی سے نہ لیتے معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خوبی سے آراستہ اور جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف تھے سکون قلب ان کا لباس نکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر حکمت ان کا کلام عدل ان کی سیرت ہے ان کی شریعت سراپا راستی ان کا ملت اسلام، ہدایت ان کی راہ نما ہے۔ حضور ضلالت کو اٹھا دینے والے مجھولوں کو نامور کر دینے والے تھے۔

سکوت اور کلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے تھے بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرمایا کرتے تھے آنحضرت نہایت شیریں کلام اور بکمال فصیح تھے کلام میں لکنت ذرا نہ تھی۔ گفتگو ایسی دل آویز ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل و روح پر قبضہ کر لیتی تھی آنحضرتؐ کا یہ وصف ایسا مسلمہ تھا کہ مخالف بھی اس کی شہادت دیتے تھے اور جاہل دشمن اسی کا نام سحر و جادو رکھا کرتے سلسلہ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں لفظاً و معناً کوئی خلل نہ ہوتا الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرمایا کرتے کہ اگر سننے والا چاہے تو الفاظ شمار کر سکتا تھا۔

ہنسنا اور رونا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھل کھلا کر ہنسا نہ کرتے تھے تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا نماز تہجد میں با اوقات آنحضرت رو پڑا کرتے۔ کسی مخلص کے مرنے پر آبدیدہ ہو جاتے۔ آنحضرت کے فرزند ابراہیم دو دو مہینے میں گذر گئے تھے جب انھیں قبر میں رکھا گیا تو حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا تدمع العین و یحزن القلب ولا نقول الا بما یرضی ربنا وانا علیک یا ابراھیم لمحزونون (یعنی آنکھوں میں نم ہے دل میں غم ہے پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے ابراہیم ہم کو تیری جدائی سے رنج ہوا ہے، ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرگ میں دختر زینب کو گود میں اٹھایا اس وقت حضورؐ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا یہ وہ رحمدلی ہے جو خدا.... اپنے بندوں کے دلوں میں بھر دیتا ہے اور اللہ بھی اپنے انھیں بندوں پر رحم کرے گا جو رحم دل ہیں ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو قرآن مجید سنا رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدا (یعنی کیا حال ہو گا جب ہر ایک امت پر خدا ایک ایک گواہ کھڑا کرے گا اور آپ کو ہم سب امت پر شہادت کیلئے کھڑا کریں گے تو حضورؐ نے ابن مسعودؓ کو فرمایا بس ٹھہرو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھا (بخاری عن ابن مسعود)

عیادتِ بیماراں

صحابہؓ میں جو کوئی بیمار ہوتا آپ اس کی عیادت فرمایا کرتے۔ عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے اور بیمار کو تسلی دیتے اور (لَا بَأْسَ طَهُورٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ) فرمایا کرتے آپ مریض کو پوچھ لیا کرتے کہ کسی چیز کو دل چاہتا ہے اگر وہ شئے اس کے مضر نہ ہوتی تو اس کا انتظام کر دیا کرتے۔ ایک یہودی لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اس کی عیادت کو بھی آپ تشریف لیگئے۔

علاج

حالت مرض میں آپ نے دوا کا استعمال فرمایا اور لوگوں کو علاج کرنے کا حکم دیا ارشاد فرماتے ہیں:-
يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ قَالُوا مَا هُوَ قَالَ الْهَرَمُ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بندگان خدا دوا کیا کرو، کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے سوائے ایک مرض کے، لوگوں نے آپ سے عرض کیا وہ کیا ہے حضور نے فرمایا بڑھاپا۔

شفقت و رافت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کوئی شخص بھی اچھے خلق میں آنحضرتؐ جیسا نہ تھا خواہ کوئی صحابی آپ کو بلاتا یا گھر کا کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں "لبیک" حاضر فرمایا کرتے صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نفلی عبادت چھپ کر ادا فرمایا کرتے تا کہ امت پر اس قدر عبادت شاق نہ ہو اور جب کسی معاملے میں دو صورتیں سامنے آتیں تو آسان صورت کو اختیار کرتے اللہ پاک سے ساتھ معاہدہ کیا کہ جس کسی شخص کو میں گالی دوں یا لعنت کروں وہ گالی اس کے حق میں گناہوں کا کفارہ اور رحمت وبخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔ اور آپ لوگوں کو فرماتے تھے کہ ایک دوسرے کی باتیں مجھے سنایا نہ کرو میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف سینہ جاؤں کسی کی طرف سے دل میں رنج و کینہ نہ رہے۔

دشمن پر مہربانی

مکہ میں سخت قحط پڑا یہانتک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں بھی کھانی شروع کر دیں ابو سفیان بن حرب ان دنوں میں دشمن تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا محمد صلعم آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی، حسن سلوک کی تعلیم دیا کرتے ہیں دیکھیے آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی اور خوب ہی بارش ہوئی۔ ثمامہ بن اثال نے نجد سے مکہ کو جانے والا غلہ بند کر دیا اس لئے کہ اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے آنحضرت نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا حدیبیہ کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ رہے تھے ستر اسی آدمی چپکے سے کوہ تنعیم سے اترے تا کہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیں خدا عزوجل کے حکم سے یہ سب گرفتار ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کسی فدیہ یا سزا کے رہا کر دیا۔

جود و کرم

آنحضرتؐ سائل کو کبھی رد نہ فرماتے زبان مبارک پر حرف انکار نہ لاتے اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا تو سائل سے اس طرح عذر کرتے گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے سوال کیا آنحضورؐ نے اسے فرمایا میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے تم میرے نام پر قرض لیلو میں پھر اسے اتار دونگا۔ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ وسعت سے بڑھکر